www.KitaboSunnat.com

مولانا حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

حلالۂ ملعونہ مروّجہ کا قرآنِ کریم سے جواز؟

مجوزین کے دلائل کا ایک تحقیقی و تنقیدی جائزہ

تفویضِ طلاق کے مسئلے میں جس طرح فقہاے احناف کا مسلک قرآن وسنت کے مطابق نہیں ہے جس کی ضروری تفصیل محدث کے شمارہ نمبر ۳۶۱ اور ۳۶۲ میں بیان ہو چکی ہے، اسی طرح اُنہوں نے مروّجہ حلالے کو بھی نہ صرف جائز بلکہ اسے باعثِ اجر وثواب قرار دے کر شریعت کے ایک اور نہایت اہم حکم سے انحراف کیا ہے، یا بہ الفاظِ دیگر تفویض طلاق کی طرح شریعت کا خود ساختہ نظام تشکیل دیا ہے۔

شریعتِ اسلامیہ میں جس عورت کو طلاقِ بتّہ (الگ الگ تین مواقع پر تین طلاقیں یا احناف کے نزدیک بیک وقت ہی تین طلاقیں) مل گئی ہو، اس کے لیے حکم ہے کہ اس کے بعد وہ پہلے خاوند سے دوبارہ اس وقت تک نکاح نہیں کر سکتی جب تک وہ کسی دوسرے شخص سے باقاعدہ نکاح نہ کرلے اور اس کے پاس ہی نہ رہے، پھر اگر اتفاق سے ان کے درمیان نباہ نہ ہو سکے اور وہ بھی طلاق دے دے یا فوت ہو جائے تو عدت گزارنے کے بعد وہ پہلے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے۔

لیکن طلاق بتہ مل جانے کے بعد پہلے خاوند سے دوبارہ نکاح کرنے کے لیے یہ حیلہ اختیار کرنا کہ کسی مرد سے مشروط نکاح کر کے ایک دو راتیں اُس کے پاس گزار کر طلاق حاصل کر لینا اور پھر پہلے خاوند سے نکاح کر لینا، اس حیلے کی اسلام میں بالکل اجازت نہیں ہے۔

① اسے رسول اللہ ﷺ نے غیر شرعی فعل قرار دیا ہے اور حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے، دونوں پر لعنت فرمائی ہے: «لعنَ اللهُ المحلِّ والمحلَّلَ له»[1]

۱ سنن ترمذی: ۱۱۱۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ بلکہ ایک دوسری حدیث میں حلالہ کرنے والے شخص کے لیے «التيسُ المستعارُ» (کرائے کا سانڈ) جیسے کریہہ الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔[1]

اور قرآن یا حدیث میں اس قسم کے الفاظ کہ یہ کام باعثِ لعنت ہے، یا رِجس (ناپاک) ہے، شیطانی عمل ہے وغیرہ، جیسے الفاظ سے مقصود ان کاموں کی حرمت و ممانعت ہوتی ہے، جیسے شراب کو 'رِجس' اور 'شیطانی عمل' کہا گیا ہے، فضول خرچی کرنے والوں کو 'شیاطین کا بھائی' کہا، جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے، ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے وغیرہ وغیرہ۔ ان کا مطلب یہی ہے کہ یہ افعال ممنوع اور حرام ہیں اور ان کے مرتکبین ملعون ہیں، اپنے لیے کیے جائیں یا کسی دوسرے کی خاطر۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ جو حرام کام اپنے لیے ممنوع ہو، وہ کسی دوسرے شخص کی خاطر کرنے کی وجہ سے جائز ہو جائے۔ علاوہ ازیں حرام کام حسنِ نیت سے حلال نہیں ہو جائے گا، وہ حرام ہی رہے گا، الا یہ کہ کسی نصِّ شرعی سے کوئی استثنا ثابت ہو۔

مروّجہ حلالے کو بھی شریعت میں لعنت کا باعث قرار دیا گیا ہے اور اس کی بابت کسی قسم کا استثنا بھی ثابت نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کا اقتضا یہ ہے کہ ایسا مشروط نکاح یعنی حلالہ یا حلالے کی نیت سے کیا گیا نکاح منعقد ہی نہیں ہو گا، بلکہ یہ زِناکاری شمار ہو گا اور اس زناکاری سے وہ عورت پہلے خاوند کے لئے حلال نہیں ہو گی۔

آثارِ صحابہ

③ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بجاطور پر ان فرامین رسول کا یہی مطلب سمجھا۔ چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: «لا أُوتى بِمُحَلِّلٍ وَلا بِمُحَلَّلَةٍ إلا رَجَمْتُهُما»[2]

"میرے پاس جو بھی حلالہ کرنے والا مرد اور وہ عورت جس کے ساتھ حلالہ کیا گیا، لائے جائیں گے تو میں دونوں کو سنگسار کردوں گا۔" یعنی زناکاری کی سزا دوں گا۔

④ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو مطلقہ عورت سے اس کے

1 سنن ابن ماجہ: ۱۹۳۶

2 مصنف عبدالرزاق، باب التحلیل: ۶/ ۲۶۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاوند کے لیے اسے حلال کرنے کی نیت سے شادی کرتا ہے؟ تو ابن عمرؓ نے فرمایا:

«كِلَاهُمَا زَانٍ وَإِنْ مَكَثَا عِشْرِينَ سَنَةً أَوْ نَحْوَهَا، إِذَا كَانَ يَعْلَمُ أَنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يُحِلَّهَا»[1]

"دونوں (مرد و عورت) زانی ہیں، چاہے وہ اس نکاح میں ۲۰ سال یا اس کے قریب بھی رہیں، جب کہ اس کے علم میں ہو کہ اس شخص کی نیت اس عورت کو اس کے خاوند کے لئے حلال کرنے کی ہے۔"

⑤ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے ایک شخص نے پوچھا: میرے چچا نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں؟ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا:

"تیرے چچا نے اللہ کی نافرمانی کی ہے، پس اللہ نے اس کو پشیمانی میں ڈال دیا ہے اور اس نے شیطان کی پیروی کی ہے، اب اُس کے لیے اس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔"

اس نے مزید پوچھا: اس شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو میری چچی سے اس کو میرے چچا کے لئے حلال کرنے کی نیت سے نکاح کرلے؟ آپ نے فرمایا:

«مَنْ يُخَادِعِ اللهَ يَخْدَعْهُ»[2]

جو اللہ سے دھوکا کرتا ہے، اللہ بھی اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ فرماتا ہے۔"

⑥ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سود کھانے والے، سود کھلانے والے، سود کا گواہ بننے والے، اس کے لکھنے والے اور دیگر بعض ممنوع کام کرنے والوں اور حلالہ کرنے والے اور کروانے والے، ان سب کی بابت فرماتے ہیں:

«مَلْعُونُونَ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»[3]

"یہ سب قیامت کے روز نبی ﷺ کی زبانِ مبارک کی رُو سے ملعون ہوں گے۔"

---

۱ مصنف عبد الرزاق، باب التحلیل: ۶/۲۶۵

۲ ایضاً: ۶/۲۶۶

۳ ایضاً: ۶/۲۶۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمان رسول ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے موقف کے برعکس فقہاءِ احناف کا مسلک

رسول اللہ ﷺ کے واضح فرمان اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی رُو سے تو یہ غیر شرعی فعل ممنوع ہے لیکن فقہائے احناف اور موجودہ علمائے احناف کے نزدیک نہ صرف جائز ہے، بلکہ ان کے نزدیک (نعوذ باللہ) یہ باعثِ اجر کام ہے۔ إنا لله وإنا إليه راجعون

ہمارے نزدیک یہ موقف بھی شریعتِ اسلامیہ کے مقابلے میں تفویض طلاق ہی کی طرح ایک نئی شریعت سازی ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

اب تک تو ہم سنتے ہی آئے تھے کہ علمائے احناف حلالے کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں، لیکن یہ دیکھ کر ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ موجودہ علمائے احناف میں ایک نہایت برسر آوردہ عالم مولانا تقی عثمانی صاحب ہیں۔ جن کو ان کے عقیدت مند 'شیخ الاسلام' کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ جن کا اس دور میں اہم تعارف یہ بھی ہے کہ 'میزان بنک' کے نام سے جو بنک قائم ہوا ہے، اس کو غیر سودی بنک قرار دے کر اُنہوں سودی طریقوں کو سندِ جواز مہیا کی ہے، جبکہ جید و مستند علما کی اکثریت بنکوں کے اس سارے عمل کو ناجائز اور سودی ہی قرار دیتی ہے۔ مگر اُنہوں نے سود کو حلال کرنے کے لئے درجنوں فقہی حیلے اختیار کئے ہیں، گویا اس کام میں مولانا عثمانی صاحب کو خصوصی مہارت حاصل ہے۔

اس فقہی مہارت کے ذریعے سے اُنہوں نے حلالہ جیسے ممنوع فعل کے جواز میں بھی سات دلائل مہیا کیے ہیں جو ان کی 'درسِ ترمذی' نامی کتاب کی زینت ہیں۔ ہم مسئلے کی اہمیت کے پیش نظر ان دلائل سبعہ کا مختصر اً جائزہ لینا ضروری سمجھتے ہیں۔ ہم ترتیب وار ان پر گفتگو کریں گے، پہلے مولانا موصوف کی عبارت اور پھر تبصرہ کے عنوان سے اس پر نقد ہوگا۔ وبید اللہ التوفیق!

① مولانا عثمانی صاحب حدیث «لعن الله المحل والمحلل له» کی شرح میں فرماتے ہیں:

"اس حدیث کی بنا پر نکاح بشرط التحلیل بالاتفاق ناجائز ہے، البتہ اگر عقد میں تحلیل کی شرط نہ لگائی گئی ہو، لیکن دل میں یہ نیت ہو کہ کچھ دن اپنے پاس رکھ کر چھوڑ دوں گا تو حنفیہ کے نزدیک یہ صورت جائز ہے، بلکہ امام ابو ثورؒ کا قول ہے کہ ایسا کرنے والا ماجور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگا۔"[1]

تبصرہ: حالانکہ مشہور حدیث ہے: «إنما الأعمال بالنیات»[2] (عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے)۔ علاوہ ازیں نیت کا تعلق بھی صرف حلال کاموں سے ہے۔ حرام کام کرتے وقت نیت کتنی بھی اچھی ہو، وہ حلال نہیں ہوگا، اس پر کوئی اجر نہیں ملے گا۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ایک حرام کام کرتے وقت زبان سے اس کو حلال کرنے کا اظہار نہ ہو۔ لیکن اگر دل میں اس کو حلال سمجھتے ہوئے وہ کام کرے گا تو نہ وہ حلال ہوگا اور نہ اس پر اجر ملے گا بلکہ ہو سکتا ہے وہ ڈبل جرم کا مرتکب سمجھا جائے، ایک، حرام کو اختیار کرنے کا؛ دوسرا، حرام کو حلال سمجھنے کا بلکہ ایک تیسرا جرم، کسی دوسرے کے لئے حرام کو حلال کرنے کا۔ پھر یہ کون سا اُصول ہے کہ زبان سے تو تحلیل کا نہ کہے لیکن دل میں تحلیل کی نیت کر لے تو وہ جائز بلکہ قابل اجر ہو جائے گا؟ اس فقہی حیلے کی رُو سے تو ہر حرام کام حلال اور جائز قرار پا جائے گا۔ مثلاً ایک چور اس نیت سے چوری کرے، ایک ڈاکو اس نیت سے ڈاکہ ڈالے کہ میں اس رقم کو غریبوں پر خرچ کروں گا۔ اسی طرح کوئی شخص سود بھی غریبوں پر اور رشوت بھی غریبوں پر خرچ کرنے کی نیت سے لے تو کیا ایسی نیت کر لینے سے مذکورہ حرام کام نہ صرف جائز بلکہ باعثِ اجر ہو جائیں گے؟

اگر ایسا نہیں ہے اور یقیناً ایسا نہیں ہے کہ حُسن نیت سے کوئی حرام کام بھی جائز ہو سکتا ہے تو پھر حلالہ جیسا حرام اور لعنتی فعل محض اس نیت سے کہ میرے اس حرام کام سے دوسرے شخص کا اس عورت سے دوبارہ نکاح کرنا جائز ہو جائے گا اور ایک دوسرے بھائی کا بھلا ہو جائے گا۔ کیسے حلال اور جائز بلکہ ماجور کام قرار پا جائے گا؟

(۲) مولانا تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں:

"امام احمد کے نزدیک یہ صورت بھی (بہ نیتِ تحلیل عارضی نکاح) ناجائز اور باطل ہے، وہ حدیثِ باب کے اطلاق سے استدلال کرتے ہیں کہ اس میں محلل پر مطلقاً لعنت کی گئی

1 درسِ ترمذی از مولانا محمد تقی عثمانی: ۳/۳۹۸
2 صحیح بخاری: حدیث نمبر ۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور تخصیص کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ ہم (احناف) یہ کہتے ہیں کہ تخصیص تو آپ نے بھی کی ہے، وہ اس طرح کہ حدیثِ باب کے اطلاق کا تقاضا تو یہ تھا کہ اگر نکاح نہ بشرط التحلیل ہو اور نہ بنیۃ التحلیل ہو، پھر بھی اگر زوجِ ثانی طلاق دے کر اس کو زوجِ اوّل کے لئے حلال کر دے تو بھی ناجائز ہو کیونکہ محلل کا لفظ اس پر بھی صادق آتا ہے حالانکہ ایسا شخص کسی کے نزدیک بھی ملعون نہیں۔"

تبصرہ: یہ ساری گفتگو محض اپنی بات کو جائز قرار دینے کے لیے ہے، نیز خلافِ حقیقت ہے۔ یہ دعویٰ کہ "ایسا شخص کسی کے نزدیک بھی ملعون نہیں" یکسر غلط ہے۔ جب ایسا شخص زبان رسالت مآب ﷺ کی رُو سے ملعون ہے تو اس کے ملعون ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے؟ علاوہ ازیں کوئی اور اسے ملعون کہے یا نہ کہے، جب رسول اللہ ﷺ اسے ملعون قرار دے رہے ہیں تو اس کے بعد بھی اس کے ملعون ہونے کے لئے کسی ہما شما کے سرٹیفکیٹ کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟ کیا آپ ﷺ کا ملعون قرار دینا اس کے ملعون ہونے کے لئے کافی نہیں ہے؟

ثانیاً: جو نکاح بشرط التحلیل ہو اور نہ بہ نیتِ تحلیل، وہ تو بالاتفاق صحیح نکاح ہے، اس طرح نکاح کرنے والا خواہ مخواہ طلاق کیوں دے گا؟ ہاں اس کا نباہ نہ ہو سکے اور وہ طلاق دینے پر مجبور ہو جائے تو بات اور ہے اور اس صورت میں اس عورت کا نکاح دوبارہ زوجِ اوّل کے ساتھ بھی جائز ہو گا، لیکن اس صورت کو "زوجِ ثانی طلاق دے کر زوجِ اول کے لیے حلال کر دے۔" سے کس طرح تعبیر کیا جا سکتا ہے؟ جبکہ واقعات کی دنیا میں اس طرح ممکن ہی نہیں ہے۔ ایسا تو تب ہی ممکن ہے جب نکاح بہ شرطِ تحلیل ہو یا بہ نیتِ تحلیل۔ اگر یہ ان دونوں میں سے کوئی بھی صورت نہیں ہو گی تو عدم آہنگی کی صورت میں طلاق ہو سکتی ہے، ورنہ نہیں اور اس صورت کو 'طلاق دے کر زوجِ اوّل کے لیے حلال کر دے' سے تعبیر کرنا مغالطہ انگیزی کے سوا کچھ نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے جس طرح حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے، دونوں پر لعنت فرمائی ہے، یعنی یہ دونوں ملعون ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے اور بھی بہت سے کام کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے، یعنی وہ سب ملعون ہیں۔ جیسے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ «لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ وَشَاهِدَهُ وَكَاتِبَهُ»[۱]
”رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی، سود کھانے والے، کھلانے والے، اس کا گواہ بننے والے اور اس کے لکھنے والے پر“

۲۔ «لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الرَّاشِي والمرتشِي»[۲]
”رسول اللہ ﷺ نے رشوت لینے والے اور دینے والے پر لعنت فرمائی۔“

۳۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے شراب پر، اس کے پینے والے پر، اس کے پلانے والے (ساقی) پر، اس کے بیچنے والے، خریدنے والے پر، اس کے نچوڑنے والے اور نچڑوانے والے پر، اس کو اٹھا کر لے جانے والے اور جس کی طرف اٹھا کر لے جائی جائے، اس پر۔[۳]

۴۔ «لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ»[۴] ”رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کا سا لباس پہنتا اور اس عورت پر جو مردوں کا سا لباس پہنتی ہے۔“

۵۔ ناجائز فیشن اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے: «لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ... الحديث»[۵]

کیا یہ اور دیگر بہت سے لعنتی کام اس وقت ہی لعنتی اور ان کے کرنے والے اس وقت ہی ملعون ہوں گے جب ان کو لوگوں کا بنایا ہوا کوئی امام ہی ملعون قرار دے گا؟ کیا نبی ﷺ کا ان کو ملعون قرار دینا کافی نہیں ہوگا؟ ... کیا نبی ﷺ کے مذکورہ کاموں اور ان کے مرتکبین کو ملعون قرار دینے کے بعد کسی فقہی حیلے سے ان کو جائز قرار دیا جاسکتا ہے؟

۱ سنن ابو داود: ۳۳۳۳
۲ ایضا: ۳۵۸۰
۳ ایضا: ۳۶۷۴
۴ ایضا: ۴۰۹۸
۵ ایضا: ۴۱۶۹

2014

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر ان میں سے کوئی ملعون کام حلال نہیں ہو سکتا تو حلالہ کیوں کر جائز ہو سکتا ہے؟ حلالۂ ملعونہ کو کون سے سُرخاب کے پَر لگے ہوئے ہیں کہ اس کو ملعون کے بجائے ماجور (قابل اجر) مان لیا جائے؟ آخر دوسرے ملعون کام اور حلالۂ ملعونہ میں کیا فرق ہے جس کی بنیاد پر ایک تو حلال ہو جائے اور دوسرے حرام کے حرام ہی رہیں؟

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ﴾[1]

(۳) مولانا تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں:

"پھر نکاح بشرط التحلیل امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک متحقق ہی نہیں ہوتا اور نہ اس سے عورت زوجِ اوّل کے لئے حلال ہوتی ہے جب کہ ہمارے (احناف) کے نزدیک ایسا کرنا اگرچہ حرام ہے لیکن اگر کوئی شخص اس کا ارتکاب کر لے گا تو نکاح منعقد ہو جائے گا اور عورت زوجِ اوّل کے لئے حلال ہو جائے گی۔"[2]

تبصرہ: یہ منطق بھی ناقابل فہم ہے کہ حلالہ اگرچہ حرام ہے، لیکن اس کے ارتکاب سے نکاح منعقد ہو جائے گا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ حرام کام بوقتِ ضرورت کرنے جائز ہیں اور اس کے ارتکاب سے وہ سارے مقاصد بھی حاصل ہو جائیں گے جو حلال کام کے ذریعے سے حاصل ہوتے ہیں، پھر حلال و حرام کے درمیان کوئی فرق تو نہ رہا۔ ایک شخص کسی کا مال حرام طریقے (چوری، ڈاکے، غصب وغیرہ) سے حاصل کرلے، تو یہ فعل تو حرام ہے لیکن یہ حاصل شدہ مال اسی طرح جائز ہے جس طرح حلال طریقے سے حاصل کردہ مال ہوتا ہے اور اس غاصب، چور اور ڈاکو کے لئے اس مال کا استعمال بالکل حلال طریقے سے حاصل کردہ مال ہی کی طرح جائز ہوگا؟

اسی طرح اگر ایک کام حرام ہونے کے باوجود جائز ہو سکتا ہے تو پھر شیعوں کا نکاحِ متعہ بھی حلال ہونا چاہیے۔ اس کو حرام اور ناجائز کیوں کہا جاتا ہے؟ یا پھر ان دونوں حراموں کے درمیان فرق بتلایا جائے کہ نکاحِ حلالہ حرام ہونے کے باوجود اس لئے حلال ہے بلکہ باعثِ اجر ہے اور نکاحِ متعہ اس لئے حلال نہیں ہے۔ اس فرق کی وضاحت کے بغیر ایک حرام کو حلال اور

۱ سورۃ البقرۃ:۱۱۱

۲ درس ترمذی:۳/۳۹۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے حرام کو حرام ہی کیوں کر سمجھا جاسکتا ہے؟

④ مولانا تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں:

"ان حضرات کا استدلال حدیث باب «لعن رسول الله ﷺ المحل والمحلل له» سے ہے، لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ اس روایت میں نہی عن التحلیل ہے، نفئ نکاح نہیں ہے اور نهي عن الأفعال الشرعية اصل فعل کی مشروعیت کا تقاضا کرتی ہے، کما تقرر في أصول الفقه.[1]

تبصرہ: مولانا موصوف کے اس پیرے کا مطلب غالباً یہ ہے کہ نکاحِ حلالہ کو ملعون قرار دے کر نکاحِ حلالہ سے روکنا مقصود ہے لیکن اس نهي (روکنے) کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نکاحِ حلالہ منعقد ہی نہیں ہوگا کیونکہ نهي (ممانعت) اصل فعل کی مشروعیت کا تقاضا کرتی ہے۔

ہمیں اُصولِ فقہ میں مہارتِ کاملہ کا دعویٰ تو نہیں ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ موصوف کی یہ بات علی الاطلاق درست نہیں، کیونکہ جمہور اُصولیین کے نزدیک افعالِ شرعیہ سے نہی، بالعموم منہی عنہ کے فساد پر دلالت کرتی ہے۔ بنابریں فساد، قرائن کی بنیاد پر بطلان کا باعث بھی ہوسکتا ہے اور ہمارے نزدیک مسئلۂ زیرِ بحث میں نہی بُطلان ہی کی متقاضی ہے۔ اس کی تائید اس بات سے ہورہی ہے کہ جس سیاق میں اس خود ساختہ اُصول کا حوالہ دیا گیا ہے، وہ نکاحِ حلالہ کا جواز مہیا کرنا ہے جب کہ خود موصوف کو بھی یہ تسلیم ہے کہ شریعت میں اس کی بابت نہی (ممانعت) بصورتِ لعنت وارد ہے، اس کے باوجود وہ ایک خانہ ساز فقہی اُصول کے حوالے سے اسے اصل کے اعتبار سے مشروع (جائز) قرار دے رہے ہیں۔ بنابریں ہم نے جو سمجھا ہے، وہ یقیناً صحیح ہے۔

اس اعتبار سے یہ فقہی اصول بھی ان خود ساختہ اُصولوں میں سے ایک ہے جو نہ امام ابو حنیفہؒ سے ثابت ہے اور نہ صاحبین (قاضی ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) سے بلکہ جب تقلیدی جمود میں شدت آئی تو خود ساختہ فقہی مسائل سے متصادم صحیح احادیث کو ترک کرنے کے لئے یہ اُصول وضع کئے گئے ہیں۔ ان اُصولوں کے ذریعے سے ہر صحیح حدیث کو، جسے احادیث کے نقد و تحقیق کے

1 درسِ ترمذی: ۳/ ۳۹۹

2014

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمہ اُصولوں کی روشنی میں ردّ نہیں کیا جا سکتا، اسے ان وضعی اُصولوں میں سے کسی ایک اُصول کا سہارا لے کر ٹھکرا دیا جاتا ہے، جیسے گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکال کر پھینک دیا جاتا ہے۔

ان خانہ ساز اُصولوں کی درانتی سے کام لینے والوں کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ اس سے ہمارے ایک فقہی جزیئے کا جواز تو مہیا ہو جائے گا لیکن اس کی زد شریعت کے کتنے ہی حرام کاموں پر پڑے گی اور اس ایک فقہی مسئلے کے اثبات سے کتنے ہی حرام کاموں کا جواز ثابت ہو جائے گا۔

دریا کو اپنی موج کی طغیانیوں سے کام　　کشتی کسی کی پار ہو یا درمیان رہے!

⑤ مولانا تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں:

"شافعیہ کے مسلک (کہ حلالہ حرام ہے) پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی ایک روایت سے بھی استدلال کیا گیا ہے:

«جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ فَسَأَلَهُ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَتَزَوَّجَهَا أَخٌ لَهُ عَنْ غَيْرِ مُؤَامَرَةٍ مِنْهُ لِيُحِلَّهَا لِأَخِيهِ هَلْ تَحِلُّ لِلْأَوَّلِ؟ قَالَ: لَا إِلَّا نِكَاحَ رَغْبَةٍ كُنَّا نَعُدُّ هَذَا سِفَاحًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ»[1]

اس روایت کو امام حاکم نے اپنی مستدرک میں ذکر کیا ہے اور صحیح علیٰ شرط الشیخین قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی نے بھی اس پر سکوت کیا ہے۔ اس استدلال کا کوئی جواب احقر کی نظر سے نہیں گزرا، البتہ اس کا یہ جواب سمجھ میں آتا ہے کہ قرآنِ کریم کی آیت: ﴿حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾ میں مطلق نکاح کا ذکر ہے خواہ شرطِ تحلیل کے ساتھ ہو یا بغیر شرطِ تحلیل کے، اس پر خبرِ واحد سے زیادتی نہیں کی جا سکتی۔"[2]

تبصرہ: مولانا موصوف کے اس مفصّل پیرے پر تبصرے سے پہلے اُس حدیث کا ترجمہ ملاحظہ فرمالیں جس کا ترجمہ اُنہوں نے نہیں کیا، نیز روایت کی صحت مان لینے اور اس کا کوئی جواب نہ ہونے کے اعتراف کے باوجود، ایک خود ساختہ اُصول کی آڑ لے کر اس صحیح حدیث کو

١　سنن الکبریٰ از امام بیہقی: ۲۰۸/۷، مستدرک حاکم: ۱۹۹/۲، قال الالبانی: صحیح الاسناد، الارواء: ۳۳۱/۶

٢　درسِ ترمذی: ۴۰۰/۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ردّ کر دیا۔ ترجمہ یوں ہے:

''ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آیا اور اس شخص کے بارے میں پوچھا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو اُس کے بھائی نے اپنے بھائی سے مشورہ کیے بغیر اس کی بیوی (اپنی بھابھی) سے اس نیت سے شادی کر لی تا کہ وہ اپنے بھائی کے لئے اپنی (مطلقہ ثلاثہ) بیوی سے (دوبارہ) نکاح کرنے کو جائز کر دے۔ (یعنی بنیۃ التحلیل عارضی نکاح کی بابت پوچھا، جس کو احناف جائز کہتے ہیں کہ یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور کیا اس طرح وہ زوجِ اوّل کے لئے حلال ہو جائے گی؟) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: یہ نکاح نہیں ہے، نکاح تو وہ ہے جو (بغیر شرط تحلیل اور بغیر نیتِ تحلیل کے) اپنی رغبت سے کیا جائے (گویا یہ زنا ہے) ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایسے نکاح کو زنا سمجھتے تھے۔''

کتنی واضح حدیث ہے اور اس کے ساتھ مولانا موصوف کا یہ اعتراف بھی ہے کہ یہ حدیث بالکل صحیح بھی ہے اور اس کا کوئی جواب بھی آج تک کسی حنفی عالم نے نہیں دیا ہے۔ سبحان اللہ! جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے! ... اس صحیح اور لاجواب حدیث سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہو رہا ہے کہ نکاح حلالہ، چاہے شرط کے ساتھ نہ بھی ہو لیکن نیت حلالے کی ہو تو وہ حرام اور زناکاری ہے اور زناکاری کے ذریعے سے ایسی عورت پہلے خاوند کے لئے کس طرح حلال ہو جائے گی؟ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ پہلے میاں بیوی حلالۂ ملعونہ کے بعد دوبارہ آپس میں بظاہر ازدواجی تعلق قائم کریں گے تو یہ جائز ملاپ نہیں ہو گا بلکہ وہ زانیوں کا ملاپ ہو گا اور ساری عمر زناکاری کے مرتکب رہیں گے۔

قرآنی آیت سے استدلال کی حقیقت

اب ہم آتے ہیں قرآنِ کریم کی آیت ﴿حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾ کی طرف جس کے عموم سے استدلال کرتے ہوئے اُنہوں نے اس صحیح حدیث کو، جس سے اس آیت کی تخصیص بھی ہوتی ہے اور صحیح مفہوم کی وضاحت بھی، اپنے ایک خود ساختہ اُصول کے حوالے سے ٹھکرا دیا ہے اور وہ حدیث ہے: «لعن الله المحل والمحلل له»

قرآنِ کریم کی آیت کا مطلب یہ ہے کہ تیسری طلاق کے بعد اب خاوند اپنی مطلقہ بیوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نہ رجوع کر سکتا ہے اور نہ نکاح کے ذریعے ہی سے اُن کے درمیان تعلق بحال ہو سکتا ہے جب کہ پہلی اور دوسری طلاق میں دونوں راستے کھلے ہوتے ہیں، عدّت کے اندر رجوع ہو سکتا ہے اور عدّت گزر جانے کے بعد دوبارہ اُن کے درمیان نکاح جائز ہے۔لیکن تیسری طلاق کے بعد یہ دونوں ہی راستے بند ہو جاتے ہیں۔اب ان کے درمیان دوبارہ نکاح کی صرف ایک ہی صورت باقی رہ جاتی ہے کہ یہ مطلقہ کسی اور شخص سے نکاح کرے، پھر اتفاق سے ان کے درمیان نباہ نہ ہو سکے اور وہ طلاق دے دے یا وہ فوت ہو جائے تو طلاق یا وفات کی عدت گزارنے کے بعد وہ زوجِ اوّل سے نکاح کر سکتی ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں تمام مفسرین زوج اوّل کے لئے حلال ہونے کا یہی واحد مشروع طریقہ بیان کرتے ہیں، کسی بھی مفسر نے یہ جرأت نہیں کی کہ اس آیت کے عموم سے حلالۂ ملعونہ کا بھی جواز ثابت کرے جس سے نکاحِ متعہ بھی از خود جائز قرار پا جائے۔ماضی قریب کے چند حنفی مفسرین کے حوالے ملاحظہ فرمائیں، جن سب کا خصوصی تعلق دارالعلوم دیوبند ہی سے ہے جو پاک وہند کے علمائے احناف کی مسلّمہ مادرِ علمی ہے۔

① مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم لکھتے ہیں:

"پھر اگر (دو طلاقوں کے بعد) کوئی (تیسری) طلاق بھی دے دے عورت کو تو پھر وہ (عورت) اس (تیسری طلاق دینے والے) کے لئے حلال نہ رہے گی اس کے بعد یہاں تک کہ وہ اس (خاوند) کے سوا اور خاوند کے ساتھ (عدت کے بعد) نکاح کرے (اور اس سے ہم بستری بھی ہو) پھر اگر یہ (دوسرا خاوند) اس (عورت) کو طلاق دے دے (اور عدت بھی گزر جائے) تو ان دونوں پر کچھ گناہ نہیں کہ (دوبارہ نکاح کر کے) بدستور پھر مل جاویں..."

آیت کے اس تفسیری ترجمے کے بعد مولانا تھانوی فرماتے ہیں:

"ف: اس کو حلالہ کہتے ہیں، جب کوئی شخص اپنی بی بی کو تین طلاق دے گا پھر دوبارہ اس کے ساتھ نکاح کرنے کے لئے یہی حلالے کا طریق شرط ہے..."[1]

1 تفسیر بیان القرآن، ص۷۵، مطبوعہ تاج کمپنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا تھانوی نے 'بہشتی زیور' میں بھی اس مسئلے کو بیان کیا ہے، لیکن اس میں اپنے تقلیدی جمود کو نہیں چھوڑا اور حلالے والے نکاح کو حرام اور باعثِ لعنت قرار دینے کے باوجود نکاح کا جواز تسلیم کیا ہے۔ إنا لله وإنا إليه راجعون... چنانچہ لکھتے ہیں:

"اگر دوسرے مرد سے اس شرط پر نکاح ہوا کہ صحبت کر کے عورت کو چھوڑ دے گا تو اس سے اقرار لینے کا کچھ اعتبار نہیں، اس کو اختیار ہے چھوڑے یا نہ چھوڑے اور جب جی چاہے چھوڑے اور یہ اقرار کر کے نکاح کرنا بہت گناہ اور حرام ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت ہوتی ہے لیکن نکاح ہو جاتا ہے۔"[1]

➢ مولانا تقی عثمانی صاحب کے والد محترم مفتی محمد شفیع مرحوم اپنی تفسیر میں اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"یعنی اگر اس شخص نے تیسری طلاق بھی دے ڈالی (جو شرعاً پسندیدہ نہ تھی) تو اب نکاح کا معاملہ بالکلیہ ختم ہو گیا، اس کو رجعت کرنے کا کوئی اختیار نہ رہا۔ اور چونکہ اس نے شرعی حدود سے تجاوز کیا کہ بلاوجہ تیسری طلاق دے دی تو اس کی سزا یہ ہے کہ اب اگر یہ دونوں راضی ہو کر پھر آپس میں نکاح کرنا چاہیں تو وہ بھی نہیں کر سکتے، اب ان کے آپس میں دوبارہ نکاح کے لئے شرط یہ ہے کہ یہ عورت (عدت طلاق پوری کر کے) کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے اور حقوقِ زوجیت ادا کر کے دوسرے شوہر کے ساتھ رہے، پھر اگر اتفاق سے وہ دوسرا شوہر بھی طلاق دے دے (یا مر جائے) تو اس کی عدت پوری کرنے کے بعد پہلے شوہر سے نکاح ہو سکتا ہے۔ آیت کے آخری جملے ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ أَنْ يَّتَرَاجَعَآ﴾ کا یہی مطلب ہے۔"[2]

یعنی والد مرحوم نے اللہ کی منشا یہ سمجھی کہ تیسری طلاق دینے والے کی سزا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے طریق حلالہ کے بغیر اب یہ دونوں میاں بیوی باہمی رضامندی کے باوجود بھی دوبارہ نکاح نہیں کر سکتے۔ لیکن صاحبزادۂ گرامی قدر فرماتے ہیں کہ تیسری طلاق بھی

1 بہشتی زیور: حصہ چہارم، ص ۲۳۹، طبع مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی
2 تفسیر معارف القرآن: ۵۵۸/۱، ۵۵۹... ۱۹۸۳ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے دی ہے تو کوئی فکر والی بات نہیں ہے، ایک دو راتوں کے لئے کسی سے عارضی نکاح کردیا جائے، پھر اس سے طلاق لے کر (عدت گزارنے کے بعد) دونوں میاں بیوی دوبارہ نکاح کرلیں۔

یعنی اللہ تعالیٰ تو تیسری طلاق دینے والے کو ایک مخصوص سزا دے کر طلاق دینے کی حوصلہ شکنی کرنا چاہتا ہے تاکہ گھر برباد نہ ہوں اور بچے والدین کی شفقت اور نگرانی سے محروم نہ ہوں لیکن حلالۂ ملعونہ کو حلال ثابت کرنے والے یا بقول علامہ اقبالؒ، قرآن کو بدلنے (اللہ کی منشا کو ختم کرنے والے) فقیہانِ حرام طلاق کی حوصلہ افزائی فرما رہے ہیں اور وہ بھی کس وجہ سے؟ کیا ان کے پاس اپنے اس موقف کی کوئی نقلی دلیل ہے؟ نہیں، یقیناً نہیں۔ کوئی عقلی دلیل ہے؟ نہیں وہ بھی یقیناً نہیں ہے۔ سوائے اس تقلیدی جمود کے، ان کے پاس کوئی دلیل نہیں جو اہل تقلید کا ہر دور میں شعار رہا ہے اور علم و تحقیق کے اس دور میں بھی وہ اپنی اسی روش پر مصر ہیں۔

اور دلچسپ ترین بات یہ ہے کہ قرآن و حدیث کی واضح نصوص کے مقابلے میں اس تقلیدی جمود کو یہ علماے مقلدین خود بھی یکسر ناجائز، حرام اور کفر کے قریب طرزِ عمل قرار دیتے ہیں، جس کو ہماری اس بات میں شبہ ہو، وہ 'تذکرۃ الرشید' میں مولانا اشرف علی تھانوی کا وہ مکتوب پڑھ لیں جو مقلدین کے اسی طرزِ عمل کی بابت اُنہوں نے مولانا رشید احمد گنگوہی کو تحریر کیا تھا، اور ان کے 'فتاویٰ امدادیہ' میں بھی اس کی صداے بازگشت سنی جاسکتی ہے۔ اسی قسم کی رائے کا اظہار مولانا محمود الحسن مرحوم نے 'ایضاح الادلۃ' میں کیا ہے اور خود مولانا تقی عثمانی صاحب نے اپنی تالیف 'تقلید کی شرعی حیثیت' میں بھی کیا ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے بھی اپنی متعدد کتابوں حجة الله البالغة، عقد الجيد، الإنصاف اور التفهيمات وغیرہا میں اس طرز عمل کا شکوہ اور اپنے دُکھ کا اظہار کیا ہے۔ طوالت سے بچنے کے لئے ہم نے صرف حوالوں پر اکتفا کیا ہے۔ تاہم یہاں شاہ ولی اللہؒ کا صرف ایک اقتباس پیش کرکے ہم آگے چلتے ہیں کیونکہ یہ بات تو درمیان میں ضمناً نوکِ قلم پر آگئی۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں:

''اگر تم اس اُمت میں یہود کا نمونہ دیکھنا چاہو تو ان علماے سوء کو دیکھ لو جو دنیا کے طالب اور اپنے اسلاف کی تقلید کے خوگر اور کتاب و سنت سے روگردانی کرنے والے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور جو عالموں کے تعمق اور تشدد یا اُن کے بے اصل استنباط کو سند ٹھہرا کر معصوم شارع کے کلام سے بے پرواہو گئے ہیں اور موضوع حدیثوں اور فاسد تاویلوں کو اپنا مقتدا بنا رکھا ہے۔''[1]

(۲) مولانا عبد الماجد دریا آبادی مرحوم بھی حنفیت کے تقلیدی جمود سے باہر نہ نکل سکے اور اس لعنتی فعل کے ذریعے سے جوازِ نکاح کے قائل رہے۔ تاہم اس آیت کی وضاحت میں ان کا تفسیری نوٹ نہایت گراں قدر ہے۔ فرماتے ہیں:

''اس شرط کے ساتھ نئے شوہر کا کسی مطلقہ کے ساتھ نکاح کرنا کہ بعد صحبت طلاق دے دی جائے گی، تاکہ وہ اپنے شوہر اوّل کے لئے جائز ہو جائے 'حلالہ' کہلاتا ہے۔ حدیث میں مُحلِل یعنی وہ دوسرا شوہر جو نکاح جیسے اہم سنجیدہ اور مقدس معاہدے کو پہلے شوہر کی خاطر ایک کھیل اور تفریح کی چیز بنائے دیتا ہے اور محلَّل لہ یعنی وہ پہلا شوہر جس کی خاطر معاہدۂ نکاح کی اہمیت، سنجیدگی و تقدیس خاک میں ملائی جارہی ہے، ان دونوں پر لعنت آئی ہے۔''[2]

لیکن ہم ان حنفی علما سے پوچھتے ہیں کہ محلِل اور محلَّل لہ کو تو آپ مستحق لعنت سمجھ رہے ہیں لیکن جن فقہانے اس کو سند جواز دے کر نکاح جیسے سنجیدہ اور مقدس معاہدے کو ایک کھیل اور تفریح کی چیز اور معاہدہ نکاح کی اہمیت، سنجیدگی و تقدیس کو خاک میں ملایا ہے اور آج بھی ان کی تقلید میں آپ لوگ دین کو کھلواڑ بنائے ہوئے ہیں، کیا آپ اسلام کی صحیح وکالت، قرآن کی صحیح وضاحت اور شریعت کی صحیح تعبیر کر رہے ہیں؟ اور اگر محلل اور محلل لہ ملعون ہیں تو اس لعنتی فعل کو جواز کی سند مہیا کرنے والے کیا ہیں؟

➤ بہر حال بات ہو رہی تھی مذکورہ آیت کی بابت اُردو مفسرین کے توضیحی نوٹس کی۔ اس ضمن میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ خود مولانا تقی عثمانی صاحب نے بھی 'آسان ترجمہ

2014

۱ الفوز الکبیر، اُردو ترجمہ، ص ۱۷، ندوۃ المصنفین دہلی
۲ تفسیر ماجدی: ۱/ ۹۲، مطبوعہ تاج کمپنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن' کے نام سے ایک مختصر تفسیر لکھی ہے۔ موصوف اس میں ﴿ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ...الآیة﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''اس آیت نے ایک ہدایت تو یہ دی ہے کہ اگر طلاق دینی ہی پڑ جائے تو زیادہ سے زیادہ دو طلاقیں دینی چاہئیں، کیونکہ اس طرح میاں بیوی کے درمیان تعلقات بحال ہونے کا امکان رہتا ہے۔ چنانچہ عدت کے اندر شوہر کو طلاق سے رجوع کرنے کا حق رہتا ہے اور عدت کے بعد دونوں کی باہمی رضامندی سے نیا نکاح نئے مہر کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ لیکن جیسا کہ اگلی آیات میں فرمایا گیا ہے، تین طلاقوں کے بعد دونوں راستے بند ہو جاتے ہیں اور تعلقات کی بحالی کا کوئی طریقہ باقی نہیں رہتا۔''[1]

اب اس آیت کے عموم سے اگر بہ نیتِ تحلیل نکاح کا جواز نکلتا ہے، جیسا کہ اُنہوں نے اپنے تدریسی افادات 'درسِ ترمذی' میں یہ استدلال پیش کر کے اس سے یہ جواز ثابت کیا ہے تو پھر 'آسان ترجمہ' قرآن' میں یہ کہنا کہ ''تینوں طلاقوں کے بعد تعلقات کی بحالی کا کوئی طریقہ باقی نہیں رہتا'' کس طرح درست ہے؟ اگر قرآنِ کریم کی آیت کی وہ تفسیر صحیح ہے جو اُنہوں نے اپنی تفسیر میں کی ہے تو 'درسِ ترمذی' میں بیان کردہ استدلال اور اس سے ایک تیسرا راستہ نکالنا غلط ہے اور اگر 'درس ترمذی' والی بات صحیح ہے تو پھر تفسیر والی بات غلط ہے۔

مولانا تقی عثمانی صاحب سے سوال

اس کی وضاحت وہ خود ہی فرمائیں گے کہ ان میں سے کون سی بات درست اور کون سا استدلال صحیح ہے؟ قرآن کریم کی بیان کردہ وضاحت، جس کی صحیح تفسیر کرنے کی توفیق اللہ نے آپ کو دی یا 'درسِ ترمذی' کا وہ استدلال جو آپ نے خانہ ساز اُصول کی آڑ لے کر تقلیدی جمود میں پیش کیا؟ اور جس سے تین طلاقوں کے بعد بھی ایک نہایت آسان راستہ تعلقات کی بحالی کا کھل جاتا ہے جو قرآنِ کریم کی رُو سے نہیں کھلتا۔ اس نہایت آسان راستے میں البتہ یہ ضرور ہے کہ انسان کو بے غیرت اور لعنتِ الٰہی کا مورد بننا پڑتا ہے۔ لیکن اس کا یہ فائدہ ضرور ہے کہ تقلید

1 آسان ترجمہ قرآن: ص ۱۱۳، طبع جدید، اکتوبر ۲۰۱۳ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا طوق قائم اور محفوظ رہتا ہے۔

علمائے احناف سے بھی چند سوال

- علمائے احناف بھی اس کی وضاحت فرمائیں کہ کیا بے غیرتی اور لعنت الٰہی والا راستہ پسندیدہ ہے جو تقلیدی جمود کا راستہ بھی ہے اور جس میں قرآن و حدیث کی نصوصِ صریحہ سے گریز کیے بغیر آدمی نہیں چل سکتا؟
- یہ بھی وضاحت فرمائی جائے کہ اسلام بے غیرتی والا دین ہے یا غیرت والا؟ اسلام نے کسی بھی مرحلے میں بے غیرتی کی تعلیم دی ہے؟
- نیز کیا اسلام میں ایک شخص کے جرم کی سزا کسی دوسرے شخص کو دی جا سکتی ہے؟ تیسری طلاق دینے کا جرم تو مرد (خاوند) کرتا ہے لیکن آپ حضرات اس کی سزا عورت (بیوی) کو دیتے ہیں کہ ایک دو راتوں کے لیے اسے کرائے کے سانڈ کے حوالے کر دیتے ہیں۔ کیا اسلام میں اس بے انصافی کی اجازت ہے؟ اور کیا یہ قرآن کی آیت ﴿ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴾[1] کے خلاف نہیں ہے؟
- اور کیا یہ فتوائے حلالہ خلافِ عقل بھی نہیں ہے؟ تقاضائے عقل تو یہ ہے کہ جرم کی سزا مجرم کو دی جائے، اور آپ حضرات اس کی سزا اس کو دیتے ہیں جو سراسر بے قصور ہے۔ البتہ شوہر کو ایک سزا یہ ضرور ملتی ہے بشرطیکہ وہ غیرت مند ہو کہ اس کی چند راتیں اس کرب میں گزرتی ہیں کہ اس کی بیوی کو کب کرائے کے سانڈ سے آزادی ملتی ہے اور وہ 'باعزت' اس کے پاس واپس آتی ہے؟ (باقی)

۱ سورۃ الاسراء: ۱۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ